السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ اس سے کیا مراد ہے؟ (سائل) (۲۰۔ اپریل ۲۰۰۷ء)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفر دن بدن کم ہوتا جائے گا اور اہل اسلام کا غلبہ ہو گا۔ کسی نے کہا دیہات ویران ہوئے جاتے ہیں، کسی نے کہا کہ جانیں اور پھل اور میوے ضائع ہو رہے ہیں اور قرطبی نے کہا حکم رانوں کا ظلم مراد ہے، ان کے ظلم کی وجہ سے زمینی اور آسمانی برکات ناپید ہوتی جائیں گی۔ (۹/۳۳۴) مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

''زمین میں ہر طرف ایک غالب طاقت کی کارفرمائی کے یہ آثار نظر آتے ہیں کہ اچانک کبھی قحط کی شکل میں اور کبھی وباء کی شکل میں، کبھی سیلاب کی شکل میں، کبھی زلزلے کی شکل میں، کبھی سردی یا گرمی کی شکل میں اور کبھی کسی اور شکل میں کوئی بلا ایسی آجاتی ہے جو انسان کے سب کیے دھرے پر پانی پھیر دیتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں آدمی مر جاتے ہیں، بستیاں تباہ ہو جاتی ہیں، لہلہاتی کھیتیاں غارت ہو جاتی ہیں، پیداوار گھٹ جاتی ہے، تجارتوں میں کساد بازاری آنے لگتی ہے۔ غرض انسان کے وسائل زندگی میں کبھی کسی طرف سے کمی واقع ہو جاتی ہے اور کبھی کسی طرف سے اور انسان اپنا سارا زور لگا کر بھی ان نقصانات کو نہیں روک سکتا۔'' (تفہیم القرآن، ۱۶۱/۳)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، متفرقات: صفحہ:574

محدث فتویٰ